مولانا ذاکر حسن نعمانی
رکن ادارۃ العلم والتحقیق دارالعلوم حقانیہ

فقہی اختلافات کے اسباب

اسلام کی عمارت کی بنیاد دو چیزیں عقائد اور اعمال ہیں۔ اسلام مکمل اور ابدی دین ہے ہر پہلو میں مکمل راہنمائی ہے۔ اختلاف کی حقیقت سمجھنے سے پہلے مقام اختلاف کی نشان دہی ضروری ہے جہاں شریعت کی طرف سے واضح نص قرآن یا حدیث کی شکل میں موجود ہو وہاں اختلاف و اجتہاد کی گنجائش نہیں ہوتی۔ لیکن اللہ تبارک وتعالے نے حکمت بالغہ کے تحت بعض امور کی تشریح امت کے علماء و مجتہدین پر چھوڑ دی تاکہ اسی میں غور وخوض کے بعد خود اپنے لیے اور مقلدین کے لیے عمل کی راہ متعین کر سکیں اور ثواب کما سکیں۔ ان امور اجتہادیہ میں اختلاف ناگزیر ہے۔

فقہی اختلاف کی بنیاد اصول فقہ ہے۔ کیونکہ فقہ کی عمارت اصول فقہ کی وجہ سے قائم ہے۔ اس وقت مختلف مذاہب کی مختلف کتابیں اصول فقہ کے موضوع پر پائی جاتی ہیں۔ ان کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اصول فقہ میں اختلاف موجود ہے رہا یہ سوال کہ اصول فقہ کے ایجاد کی کیا دلیل ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اصول فقہ شارع کی مراد تک پہنچنے کا ایک زبردست ذریعہ ہے۔ مثلاً آپ کسی سے کنوے کا پانی مانگیں۔ تو وہ کنوے کا پانی اس وقت تک نہیں لا سکتا جب تک رسی۔ ڈول، چرخی۔ گلاس، کا بندوبست نہ کرے۔ حالانکہ آپ نے صرف پانی مانگا ہے۔ ڈول رسی وغیرہ کا ذکر ہی نہیں کیا۔ یا اس کا ثبوت اقتضاء النص کی وجہ سے ہے بلکہ پورا قرآن وحدیث اصول فقہ کا مقتضی ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں حکم ہے فتحریر رقبۃ۔ کفارہ میں رقبۃ کی آزادی کا ذکر ہے۔ اور یہ بات حدیث سے ثابت ہے کہ پرایا غلام آزاد نہیں کر سکتے۔ تو ضرور اس کے ساتھ مملوکۃ کی قید زیادہ کروگے اس نص نے "مملوکۃ" کی زیادتی کا تقاضہ کیا۔ اصول فقہ کی اہمیت وضرورت کا صحیح اندازہ اس علم کے مطالعہ کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ جس کے بعد اس کے ایجاد پر دلیل طلب کرنے کی ضرورت تو درکنار سوال کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

اصول فقہ میں اختلاف کی مثالیں

اصول فقہ کی کتابوں میں کتاب اللہ میں چار تقسیمات اور ان کی بیس اقسام ہیں۔ مثلاً خاص عام، مشترک، مؤول وغیرہ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ۔ ترجمہ اور طلاق دی ہوئی عورتیں اپنے آپ کو روکے رکھیں

تین حیض تک۔ قروء قرءٌ کی جمع ہے یہ لفظ مشترک ہے۔ اس کا اطلاق حیض اور طُہر دونوں پر ہوتا ہے امام شافعیؒ دیگر دلائل کی بنیاد پر اسی سے طُہر مراد لیتے ہیں۔ اور احناف اس سے اور خارجی دلائل کی بنیاد پر حیض مراد لیتے ہیں۔

حقیقت اور مجاز کی وجہ سے اختلاف

حقیقت ہر اس لفظ کا نام ہے جس سے اس کا معنیٰ موضوع لہٗ مراد ہو اور مجاز ہر وہ لفظ ہے جس سے معنیٰ موضوع لہٗ کے غیر کا ارادہ کیا گیا ہو جو لفظ کسی غیر معنیٰ موضوع لہٗ میں کسی علاقہ کی وجہ سے استعمال ہو تو اگر علاقہ تشبیہ کا ہے تو استعارہ کہلائے گا اگر علاقہ تشبیہ کے علاوہ ہو تو مجاز مرسل ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے اولٰمستم النساء۔ ترجمہ یا تم نے بی بیوی سے قربت کی ہو۔ یہ معنیٰ مجازی ہے۔ حقیقی معنیٰ عورتوں کو ہاتھ سے چھونے کے ہیں۔ امام شافعیؒ دونوں معنیٰ حقیقی اور مجازی مراد لیتے ہیں۔ اس لیے اس کے نزدیک عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹتا ہے۔ احناف صرف معنیٰ مجازی لیتے ہیں۔ اس لیے ان کے نزدیک عورت کو چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

امام شافعیؒ کے نزدیک حقیقت اور مجاز جمع ہو سکتے ہیں جب کہ دونوں معنیٰ میں تضاد نہ ہو۔ ہاں اگر تضاد ہو تو پھر اس کے نزدیک بھی معنیٰ حقیقی اور مجازی جمع نہیں ہو سکتے مثلاً صیغہ امر سے وجوب اور اباحت دونوں مراد لینا۔

ظاہر، نص، مفسر اور محکم کی دلالت اپنے معنیٰ پر قطعی اور یقینی ہے۔ لیکن تعارض کے وقت نص کو ظاہر پر اور مفسر کو نص پر اور محکم کو مفسر پر ترجیح ہوگی۔ ایک مجتہد ظاہر سے استدلال کرے گا شاید دوسرے کو نص مل جائے۔ تو ضرور اختلاف ہوگا۔ اصول فقہ کی کتابوں میں اس کی نیت سے مثالیں ملتی ہیں۔

فقہاء کرام کے اختلاف کو سمجھنے کے لیے چند مثالیں عرض کر دی گئیں اس کی پوری حقیقت تک پہنچنے کے لیے علم اصول فقہ کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ یہ اختلاف زیادہ تر فروع میں ہوتا ہے نہ کہ اصول میں اصول اور فروع کا فرق ملاحظہ فرمادیں۔ نصوص جو ہم تک پہنچی ہیں، ان کی چار قسمیں ہیں (۱) قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ۔ یعنی جس کا ثبوت شارع سے یقینی ہو اور اپنے معنیٰ پر دلالت بھی قطعی ہو۔ مثلاً الھکم الہ واحد۔ ثبوت قطعی ہے کیونکہ قرآن کی آیت ہے اور اپنے معنیٰ پر دلالت بھی یقینی ہے اس طریقہ سے جو مسئلہ بھی ثابت ہوگا وہ اصولی مسئلہ کہلائے گا اس میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ بات دو اور دو چار کی طرح واضح ہے۔

(۲) قطعی الثبوت اور ظنی الدلالۃ۔ ثبوت قطعی ہو لیکن دلالت اپنے معنیٰ پر ظنی ہو یقینی نہ ہو، جیسے ثلاثۃ قروء آیت قطعی ہے لیکن قرأ کی دلالت حیض یا طہر پر ظنی ہے کیونکہ لفظ مشترک ہے۔

(۳) ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ وہ خبر آحاد جن کی دلالت اپنے معنیٰ پر بالکل واضح اور قطعی ہو۔

(۴) ظنی الثبوت اور ظنی الدلالۃ ثبوت اور دلالت علی المعنیٰ دونوں ظنی ہوں۔ وہ خبر آحاد جن کی دلالت اپنے

معنی پر ظنی ہو۔

ان آخری تین قسموں سے جو مسئلہ ثابت ہو گا وہ فرعی مسئلہ کہلائے گا۔ ان سب میں اختلاف کی گنجائش ہے۔
لیکن یہ اختلاف راجح اور مرجوح کا ہو گا۔ اس میں دونوں طرف حق اور ثابت ہوتے ہیں۔ گویا حق متعدد ہے
سب کچھ اختلاف الانظار کا نتیجہ ہے جو ایک فطری شئی ہے ہر مجتہد کا اپنا ذوق اور طرز استدلال ہے، اصول اجتہاد جدا جدا ہیں۔ مجتہدین تو بہت گزرے ہیں۔ لیکن چار مکاتب فکر بہت مشہور ہیں جن کی فقہ مکمل طور پر مدون ہے اس لیے دنیا میں مسلمان صرف ان چاروں کی تقلید کرتے ہیں۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اختلاف کی وجہ سے مختلف مسلک بن گئے۔ کیا یہ سب برحق ہیں۔ کیا ان کے اندر تضاد نہیں۔ حق ایک ہے یا متعدد۔ اس کا عمدہ جواب فتاویٰ عزیزیہ میں شاہ عبدالعزیزؒ نے دیا ہے۔ فرماتے ہیں حق کی دو قسمیں ہیں حق دائر اور حق متعین مثلاً دین اسلام حق متعین ہے اس کا غیر حق نہیں، مذہب حنفیؒ اور مذہب شافعیؒ حق دائر ہیں۔ حق دائر یہ ہے کہ وہ بھی حق اور اس کا غیر بھی حق ہو مثلاً روزہ اور افطار مسافر کے حق میں دونوں حق ہیں یعنی مسافر کے لیے روزہ رکھنا بھی جائز ہے اور نہ رکھنا بھی جائز ہے، نفل نماز میں قیام اور قعود دونوں جائز ہیں۔ منفرد کے لیے جہریہ نماز میں جہر اور اخفا دونوں جائز ہیں۔

ہاں ان کے اندر افضل اور غیر افضل ضرور ہیں۔ بر حق دائر ہے فرعی مسائل جو گزشتہ تین قسموں سے نکلتے ہیں وہ سب حق دائر کی مثال کے زمرہ میں آتے ہیں مثلاً قرء سے حیض اور طہر لینا دونوں حق ہیں ان میں کسی معنیٰ کو غلط نہیں کہہ سکتے۔

حق متعین وہ ہے کہ اس کا غیر حق نہیں مثلاً اصل نماز فرض ہے۔ اس کا فرض ہونا حق اور اس کا نفل ہونا حق نہیں۔ حق دائر کی تمام شقیں اپنی حقیقت کے لحاظ سے ثابت ہیں لیکن برابر نہیں۔
مثلاً کفارہ یمین میں حق تین چیزوں میں دائر ہے۔ غلام آزاد کرنا کھانا دینا، کپڑے دینا۔ لیکن غلام آزاد کرنا سب سے افضل ہے نفل نماز بیٹھ کر اور کھڑے ہو کر پڑھنا دونوں طرح حق اور جائز ہے۔ لیکن کھڑے ہو کر پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے بیٹھ کر پڑھنے سے۔

بعض مسائل میں حق ایک ہوتا ہے لیکن پتہ نہیں چلتا کہ حق کس طرف ہے۔ مثلاً کسی جانور میں اجتہادی حلت اور حرمت نکالنا ایک امام کے نزدیک حلال اور دوسرے کے نزدیک حرام ہوتا ہے ایسے جانور کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ حلال بھی ہے اور حرام بھی کیونکہ دونوں میں تضاد ہے ضدین جمع نہیں ہو سکتے۔ تیسری شق بھی نہیں نکل سکتی کہ نہ حلال ہو نہ حرام۔ ہر امام میں مصیب اور مخطی ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔
اگر حقیقت میں حق ایک ہو جس کا پتہ بعد میں چلے یا نہ چلے اس کی مثال تحری ہے۔ مثلاً چار آدمیوں پر رات

کے اندھیرے میں قبلہ مشتبہ ہوا کسی کو بھی جہت قبلہ معلوم نہیں، ہر ایک نے سوچ و بچار سے کام لیا ہر ایک نے جہت تحری کی طرف رُخ کیا۔ سب کی نماز صحیح ہے حالانکہ حق ایک ہے اور ایک حق پہ ہوگا تین مخطی ہوں گے۔ (۱) لیکن ان کی اجتہادی کوشش کی وجہ سے ان کی نماز بھی صحیح ہے اور ثواب بھی ملے گا۔ فرق صرف اتنا ہے کہ مصیب کو دوہرا اجر اور مخطی کو ایک اجر ملے گا۔

کیا یہ سب مجتہدین ایک نہیں ہو سکتے۔ جواب جب اختلاف کے اسباب موجود ہیں اور اختلاف الانظار بھی ہے۔ تو کیسے متفق ہوں گے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ کی کتاب اختلاف الائمہ سے چند وجوہات ذکر کی جاتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اختلاف کیوں ہوا۔

(۱) حضورؐ کے زمانہ میں احکامات پر عمل کرنے کے لیے فرائض واجبات سُنن اور مستحباب کی تفصیل نہ تھی۔ صرف قول اور فعل سے اُن کی تشریح ہوتی تھی۔ بعد میں مجتہدین نے چھان بین کر کے یہ اصطلاحات بنائیں۔

(۲) حضورؐ نے مجلس میں خاص حکم فرمایا۔ حُضار مجلس نے عام سمجھ لیا۔

(۳) حضورؐ کو متعدد لوگوں نے کوئی کام کرتے دیکھا۔ دیکھنے والوں نے اپنے اپنے فہم کے مطابق اس سے مطلب نکالا۔

(۴) حضورؐ کے بعض افعال کو دیکھنے والوں میں بعض نے اتفاقی اور طبعی سمجھا بعض نے تعبدی اور ارادی۔

(۵) احادیث میں اختلاف علت کی وجہ سے حکم مختلف ہو جاتا ہے لیکن اس سے مراد وہ علت ہے جو مجتہد اپنے ذوق سے نکالے مثلاً حدیث میں اشیاء ستہ کی حرمت کا ذکر ہے تفاضل کی صورت میں۔

(۶) احادیث میں بعض الفاظ لغوی یا اصطلاحی معنیٰ میں استعمال ہوتے ہیں کوئی لغوی معنیٰ لیتا ہے کوئی اصطلاحی مثلاً وضو کا اصطلاحی معنیٰ جو سب جانتے ہیں۔ اور لغوی معنیٰ صفائی اور ستھرائی ہے۔

(۷) حضورؐ نے کسی کام سے منع کیا۔ کسی نے اس کو واجب الاطاعت سمجھا بعض نے فضیلت۔

(۸) حضورؐ کے بعض ارشادات شفقتاً تھے۔ لیکن ان کو تعبدی اور ضروری سمجھا گیا۔

ایک ضروری وضاحت کرتا چلوں کہ فقہاء کرام کا یہ اختلاف باعث رحمت ہے مجتہدین کے سامنے اللہ اور اس کے رسول کے ارشادات تھے۔ وما جعل علیکم فی الدین من حرج۔ اور نہیں رکھی تم پہ دین میں کچھ مشکل۔

یُرِیدُ اللّٰہُ بِکُمُ الیُسْرَ ولا یرید بِکُمُ العسر۔ اللہ چاہتا ہے تم پہ آسانی اور نہیں چاہتا تم پر مشکل۔

حدیث ہے کہ بُعثت بالحنفیۃ السمحۃ، میں آسان دینِ حنیفی (ابراہیمی) دے کر بھیجا گیا ہوں۔ اس طرح اور روایات ہیں کہ لوگوں کو خوشخبری سناؤ نفرت نہ دلاؤ اس طرح کی تمام نصوص کی روشنی میں مجتہدین نے اجتہاد کیا اور امت کے لیے عمل میں آسانی ہوگی۔ عمل کے لیے جو طریقہ آسان نظر آئے اس پہ عمل کرے۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ خواہشات کی من مانی ہو۔ کیونکہ اس طرح زبردست نقصان ہوگا۔ مثلاً ایک آدمی کے بدن سے خون بھی نکلا اور عورت کو بھی مس کیا۔ ایسا آدمی یہ کہے کہ میں حنفی ہوں اس لیے عورت کے چھونے سے میرا وضو نہیں ٹوٹا۔ لیکن خون جو بدن سے نکلا تو کہنے لگا چلو امام شافعیؒ کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا اس پر عمل کر لیں گے۔ یہ آدمی اب اگر نماز پڑھے تو کسی امام کے نزدیک بھی اس کی نماز نہ ہوئی۔ ایسا کیوں ہوا اس لیے کہ خواہشات کی وجہ سے تن آسانی ڈھونڈنے لگا۔ اس لیے علماء کرام کہتے ہیں کہ کس وقت مجتہدین کی تقلید ضروری ہے اختلاف فقہاء کی وجہ سے حضورؐ کی تمام ادائیں اور احادیث معمول بہا بن جائیں گی۔ کیونکہ مذاہب اربعہ کی تقلید کی وجہ سے ضرور کسی نہ کسی نص پر عمل ہو گا۔ ایک آدمی تمام نصوص پر نہیں چل سکتا۔

اگر کوئی کہے کہ ایک نماز میں آمین بالجہر کروں گا اور دوسری نماز میں اخفا کے ساتھ آمین کہوں گا تو دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے گا۔ یہ غلط ہے کیونکہ جہر اور اخفا کی حدیثیں ایک ہی وقت میں ایک ہی نماز کے لیے ہیں۔ اگر جہر کرے گا تو اخفا والی حدیث پہ عمل نہ ہوا اگر اخفا کرے گا تو جہر والی حدیث پہ نہ ہوا۔ پتہ چلا کہ ایک فرد پوری احادیث پہ عمل نہیں کر سکتا۔ ساری دنیا کے مسلمان مختلف مسلکوں پہ چلنے والے بن جائیں تو تمام احادیث پہ عمل ہو جائے گا۔

اختلاف علماء کی وجہ سے فکر و نظر کے اندر وسعت آتی ہے شریعت کے چھپے ہوئے راز اور حکمتیں کھلتی ہیں فکر منجمد نہیں ہوتی۔ اختلاف الانظار کی وجہ سے فکری قوتوں میں تیزی آتی ہے۔ نئے نئے مسائل کا حل دریافت ہوتا ہے آئے دن نئی فقہ مرتب ہوتی ہے۔ نئے مسائل کا حل نکلتا ہے۔ جس کی وجہ سے لوگوں پر اسلام کی حقانیت اور ابدیت ظاہر ہوتی ہے۔ کہ اسلام میں تمام مسائل کا حل موجود ہے یہ صرف زبانی دعویٰ نہیں بلکہ فقہ کی موجودہ تمام (عربی، اردو، فارسی) کتابیں ہمارے دعویٰ پر شاہد عدل ہیں۔ سچ فرمایا حضورؐ نے کہ اختلاف اُمتی رحمۃ۔

قارئین خطوکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

(ادارہ)